(TQ Lesson 300 Surah Haaqqah 1-52 tafsir2 (1

اب یہاں سے دوسرا رکوع شروع ہوتا ہے اور اس میں قرآن کے **منزل من اللہ** اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے کے بارے میں آیات ہیں

آیت نمبر 38۔ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ

ترجمہ۔ پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی بھی جو تم دیکھتے ہو

اب آپ دیکھیں **فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ** پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اچھا اب یہاں پہ قسم کیوں کھائی جارہی ہے؟ تو قسم جب کھائی جاتی ہے یا تو کسی دعوے کی دلیل کے طور پر ہوتی ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ کسی چیز کا کوئی انکار کر رہا ہے تو اس کے انکار کو رد کرتے ہوئے قسم کھانا تو یہاں پہ قسم کس چیز کے لئے کھائی گئی؟ کیونکہ اہلِ مکہ قیامت کا انکار کر رہے تھے تو اب ان کا یہ جو گمان تھا اس کو رد کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ آپ ﷺ کہیے **فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ** پس نہیں ،میں قسم کھاتا ہوں اس کی جو تم دیکھتے ہو تو **بِمَا تُبْصِرُونَ** اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم لوگ بس کسی بھی چیز کا ظاہری پہلو دیکھتے ہو تم تو بس دنیا دیکھ رہے ہو نا تو اہلِ مکہ سمجھتے تھے کہ بس دنیا میں ہیں اور دنیا ہی رہے گی تو کہا **فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ** پس نہیں ،میں قسم کھاکر کہتا ہوں وہ چیز جو کہ تم دیکھتے ہو یہ جو چیزیں تمہیں نظر آتی ہیں میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں

آیت نمبر 39۔ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ

ترجمہ۔ اور اُن کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ اور وہ جو تم نہیں دیکھتے تو تم کیا نہیں دیکھتے؟ جیسے غیب اللہ ہے، آخرت ہے، اللہ کی صفات ہیں اور آخرت کے اندر جو جنت، جہنم ہے فرشتے ہیں ساری چیزیں **وَمَا لَا تُبْصِرُونَ** اور جو تم نہیں دیکھتے میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں اور جو تم دیکھتےہو اس کی بھی

آیت نمبر 40۔ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ

ترجمہ۔ یہ ایک رسول کریم کا قول ہے

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ بے شک یہ قول ہے رسولِ کریم کا یہ قول ہے پیغام پہنچانے والے بزرگ کا تو **رَسُولٍ كَرِيمٍ** سے کیا مراد ہے؟ سب سے پہلی بات کہ قول سے کیا مراد ہے؟ تو قول سے مراد ہے قرآن مجید یعنی اللہ کا کلام تو یہ جو قرآن اللہ کا کلام ہے یہ کون لے کر آیا ہے؟ یہ **رَسُولٍ كَرِيمٍ** لے کر آئے ہیں تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **رَسُولٍ كَرِيمٍ** کے معنی ہیں محمد ﷺ اور دوسری رائے ہے کہ اس سے مراد ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ تو ویسے سورۃ التکویر میں آیت 19 میں **رَسُولٍ كَرِيمٍ** کہہ کے حضرت جبرائیل ﷺ مراد لئے گئے تو یہاں کہتے ہیں کہ رسول ﷺ جن پر قرآن نازل ہوا ہے۔ تو رسول کریم پر قرآن نازل ہوا ہے

آیت نمبر 41۔ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ

ترجمہ۔ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے کیونکہ اہل مکہ کیا کہتے تھے؟ وہ کہتے تھے کہ یہ کسی شاعر کا قول ہے **قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ** تم کم ہی ایمان لاتے ہو

آیت نمبر 42۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ

ترجمہ۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ان کا دوسرا الزام یہ تھا کہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تو ساتھ ہی آیت نازل ہو گئی کہ یہ کسی کاہن کا قول نہیں ہے تو اہل مکہ کیا سمجھتے تھے؟ کاہن کے بارے میں وہ سمجھتے تھے کہ وہ کچھ غیب کی خبریں رکھتے ہیں اور وہ آپ کو کاہن کہتے تھے **قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ** تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو پھر اس کے بعد آپ دیکھئے کہ اہل مکہ کا رسول کا انکار اور قرآن کا انکار اور دلیل میں اللہ تعالی نے یہ بات کہی کہ اللہ نے جو قرآن نازل کیا تو رسول کریم پر اور اس کی دلیل میں دو باتیں کہ یہ شاعر کا کلام نہیں ہے اور کاہن کا کلام نہیں ہے بلکہ پھر کس کا کلام ہے

آیت نمبر 43۔ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے

تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ یہ نازل کردہ ہے **رَبِّ الْعَالَمِينَ** کی طرف سے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے قرآن مجید نازل کیا گیا ہے اس طرح ہمیں بڑا خوبصورت ایک واقعہ ملتا ہے اور یہ واقعہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا (مسنداحمد کی روایت ہے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کو ستانے کے لئے گھر سے نکلا مگر آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو چکے تھے میں پہنچا تو آپ نماز میں سورۃ الحاقہ پڑھ رہے تھے میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سننے لگا قرآن کی شان کلام پر میں حیران ہو رہا تھا کہ میرے دل میں یکا یک خیال آیا (اور آپ سوچیں کہ سورۃ الحاقہ اور اللہ کے نبی کی تلاوت کیسی تلاوت ہوگی کیسی زوردار آیات ہیں ایک ایک لفظ جیسے ایک گونج پیدا کرتا ہے ہلا دینے والا ردیف قافیہ ساری باتیں ملتی ہوئی) تو کہتے ہیں کہ آپ پڑھ رہے تھے میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سننے لگا قرآن کی شان کلام پر میں حیران ہو رہا تھا کہ میرے دل میں یکا یک خیال آیا کہ یہ شخص ضرور شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں فوراً ہی آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے **إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ()وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ** میں نے اپنے دل میں کہا شاعر نہیں تو پھر کاہن ہیں اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے **وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ** کسی کاہن کا **قول** نہیں ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو **تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** کہ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر اسلام میرے دل میں گھرا اتر گیا اور یہ سورۃ ان کے قبول اسلام سے بہت پہلے نازل ہو چکی تھی اب اس واقعے کے بعد بھی ایک مدت تک وہ ایمان نہیں لائے لیکن اس تلاوت نے آپ کے دل پر ایک چوٹ لگائی ہے جیسے ہوتا ہے نا کہ انسان اگر یقین نہیں کر رہا تو انکار بھی نہیں کر رہا جیسے ملی جلی کیفیت میں ہے پھر کہتے ہیں کہ **وقتاً** فوقتاً ایسے واقعات آتے رہے جو ان کو متاثر کرتے رہے یہاں تک کہ پھر وہ اپنی بہن کے گھر میں جاتے ہیں تو ان کے دل پر آخری چوٹ لگتی ہے اس چوٹ نے ان کو ایمان کی منزل پر پہنچا دیا انسان پھر پکار اٹھتا ہے **آمَنْتُ** برَبِّ **الْعَالَمِينَ** تو یہاں یہ بھی یہی بات ہے اور اب آپ دیکھئے کہ قرآن کی تعریف میں اور رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اس کی گواہی میں اب اللہ تعالی نے تیسری بات کہی ہے

آیت نمبر 44۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ

ترجمہ۔ اور اگر اس (نبی) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی

آیت نمبر 44 پہلی دو باتیں کیا تھیں پہلی بات **إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ** رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول کریم ہیں دوسری دلیل کیا تھی **تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** تیسری دلیل کیا ہے **وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ** کہ اے محمد ﷺ اور اگر آپ گھڑ لیتے کچھ باتیں کہ اگر آپ گھڑ کر ہماری طرف کچھ آیات کو یا باتوں کو منسوب کر دیتے۔

آیت نمبر 45۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ

ترجمہ۔ تو ہم اِس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے

البتہ ہم پکڑ لیتے کس کو رسول اللہ ﷺ کو **بِالْيَمِينِ** دائیں ہاتھ سے

آیت نمبر 46۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ

ترجمہ۔ اور اِس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے

ثُمَّ لَقَطَعْنَا پھر ہم کاٹ ڈالتے کون کاٹ ڈالتا؟ ہم کاٹ ڈالتے کون ؟ اللہ تعالی۔ **مِنْهُ الْوَتِينَ** اس کو اس کی شہ رگ سے۔ اگر اللہ کے رسول محمد ﷺ قرآن کو گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کرتے ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور کسی کا دایاں ہاتھ پکڑ لیا جائے تو گرفت بڑی مضبوط ہوتی ہے کہ پورا کا پورا پھر وہ کنٹرول میں آ جاتا ہے تو اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے اور کیا کرتے **ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ** پھر کاٹ ڈالتے ہم اس کی رگ گردن اور **الْوَتِينَ** اس کے معنی ہوتے ہیں شہ رگ، پھر ہم اس کی شہ رگ کو کاٹ دیتے رگ جان، رگ دل، دل سے سر کو جانے والی رگ اور شہ رگ جس سے پورے جسم کو خون سپلائی ہوتا ہے تو ہم اس کو ہی مسل دیتے، کاٹ دیتے چشم زدن میں وہ ختم ہوجاتے ہیں

آیت نمبر 47۔ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ

ترجمہ۔ پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا

فَمَا مِنْكُمْ پس تم میں سے **مِنْ** کوئی، تو تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا **مِنْ أَحَدٍ** کوئی ایک **عَنْهُ** اِس سے **حَاجِزِينَ** کہ جو ہمیں روک دیتا۔ تو اے اہلِ مکہ پھر کوئی ایک شخص بھی تم میں سے نہ ہوتا جو اللہ کی گرفت سے محمد ﷺ کو بچانے والا بنتا مفسرین کہتے ہیں **أَحَدٍ** یہاں پہ جمع کے معنی میں ہے کہ سارے اہلِ مکہ بھی جمع ہو جاتے سارے مکہ کے سردار اور ان کی سرداریاں اور باغیچے اور ان کا اقتدار سارے مل کر بھی پھر رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی پکڑ سے نہ بچا پاتے اگر وہ قرآن کو گھڑ کر اللہ کی طرح منسوب کرتے کیونکہ اہلِ مکہ یہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ پیارے رسول ﷺ اپنے پاس سے اس کو گھڑ کر لاتے ہیں اور آپ دیکھ لیں ایک ہوتا ہے قول اور یہاں پہ ہے **تَقَوَّلَ** تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو گھڑ لینا ایک ہوتا ہے نا قول بات کرنا **الْأَقَاوِيلِ** جمع ہے اس کی لیکن **تَقَوَّلَ** آئے گا تو اس کا مطلب ہے کوئی چیز گھڑ کر لانا، کوئی چیز بنا کر لانا(ایسے سیدھی سادھی بات نہیں) بلکہ اس سے مراد کیا ہے کہ اس کو پھر گھڑ کر لانا بنا کر لانا تو **اَقْوالٌ** اس کی جمع ہے اور **اَقَاوِيل** بھی جمع ہے اور تو آپ دیکھیں کہ **حَاجِزِينَ (ح ج ز)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ جیسے ایک رکاوٹ یا درمیان میں کوئی پردہ تو پھر کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آپ کو بچا سکتا اچھا یہ جو آیات ہیں آیت نمبر 44 سے آیت نمبر 47 تک یہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر دلالت کرتی ہیں رسول کی زبان سے جو قرآن مجید نازل ہوا اور اہل مکہ قرآن مجید کو کہتے تھے کہ یہ گھڑ کر پیارے رسول ﷺ پیش کر رہے ہیں شاعر اور کاہن کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اتنے شدید الفاظ استعمال کر کے یہ بات کہی ہے کہ اہل مکہ تو اہل مکہ اگر رسول بھی قرآن کو گھڑ کر ہمارے سامنے لاتا ہماری طرف

منسوب کر دیتا یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا(نبی پر کلام نازل ہوتا ہے) تو اسی وقت ہم اس کو ہلاک کر دیتے۔ تو دنیا میں سے اگر کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو پھر کیا ہے کہ اللہ اس کو پکڑ کر رہے گا اب آپ دیکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو یہ بات کہہ سکتے ہیں تو پھر باقی لوگوں کا حال کیا ہوگا دوسری بات اس سے یہ بھی پتہ چلتی ہے کہ یہ آیات جو ہیں پیارے رسول ﷺ کے سچا رسول ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ آپ اپنے بارے میں ایسے نہیں کہہ سکتے تھے تو اس کے پھر معنی کیا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت بھی کی ان کی کڑی نگرانی بھی کی اور پھر وحی کا خزانہ جو تھا اللہ نے اس کی حفاظت خاص طور پر کی اور ایسے حفاظت کی کہ اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول ﷺ سے کہا کہ اس کو یاد کرنے کے لئے تیز تیز اپنی زبان نہیں چلاؤ اس کو یاد کرا دینا اور اس کو سینے میں محفوظ رکھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔ تو معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی کمی بیشی بھی ہوگی تو پھر ہم اس کمی بیشی کو درست کردیں گے اس کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے یہی یہاں پہ بات ہے یہ جو آیات ہیں ایک طرف قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام کریم ہے اور صحیح کلام ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں اس پر بھی دلالت کرتی ہیں اور دوسری طرف اللہ کے نبی اللہ کے سچے رسول ہیں **تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** پیچھے آپ نے پڑھا تھا آیت 43 میں اور اب آیت 48 میں کیا کہہ رہے ہیں

آیت نمبر 48۔ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ

ترجمہ۔ درحقیقت یہ پرہیزگار لوگوں کے لیے ایک نصیحت ہے

وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ اور یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کے لئے قرآن مجید فائدہ دیتا ہے لیکن ان دلوں کو جو ڈرتے رہتے ہیں قرآن مجید زندگیاں بدل دیتا ہے لیکن ان لوگوں کی جو کہ تقویٰ رکھنے والے ہیں اور متقی کون ہوتے ہیں؟ جو اللہ کے ڈر سے اپنی زندگی کو گزارتے ہیں موت کا یقین، اللہ کی ملاقات کا یقین، گناہوں کی سزا ملنے کا یقین اور نیکیوں کی جزا ملنے کا یقین۔ یہ تقویٰ ہے جو کہ پوری زندگی کا نچوڑ ہے اور متقی بننا اتنا آسان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اللہ سے ایسا ڈرو جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (102۔ آل عمران)** اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو اور یہاں پہ بھی ایک ہی بات ہے جو بڑی اہم ہے اور پوری سورۃ کے آخر میں کہ یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کے لیے

آیت نمبر 49۔ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ

ترجمہ۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ تم میں سے بعض جھٹلاتے بھی ہیں (بعض قرآن کو مانتے ہیں اور بعض قرآن کو جھٹلاتے ہیں) اور ایسے لوگ اہل مکہ میں بھی تھے اور آج مسلمانوں

میں بھی پائے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ قرآن کا معاشی نظام آج قابل عمل نہیں ہے کوئی کہتا ہے کہ معاشرتی نظام یہ صحیح نہیں ہے کوئی کہتا ہے کہ وراثت کے قانون پر عمل نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہے کہ سیاست الگ کر دینی چاہئے

ے جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلام ایک مکمل دین ہے **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (19- آل عمران)** بےشک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ لوگ اسلام ،قرآن ،رسول، اللہ اس کو جھٹلاتے ہیں

آیت نمبر 50- وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ ایسے کافروں کے لیے یقیناً یہ موجب حسرت ہے

وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ اور یہ وہ ہے جو پچھتاوا ہے منکروں پر۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ کہ یہ قرآن کا انکار قرآن کا جھٹلانا یہ منکرین کے لئے یہ کافروں کے لئے ایک پچھتاوا ہے اور اس کے معنی ہیں جیسے **حَسَرَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اس کے معنی ہوتے ہیں تھکنا یہ لفظ تھکنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے ساتھ یہ لفظ پچھتاوے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ اردو میں بھی کہتے ہیں کہ اس چیز کا بہت زیادہ پچھتاوا ہے ایک ہوتا ہے **نَدَمَ** یہ پہلا درجہ ہے اور **حَسَرَ** کے معنی ہیں **اَشَدُّ النَّدَمَ** کہ شدید ندامت، بہت زیادہ نادم ہونا صاحبِ المنجد کہتے ہیں کہ **حَسِرَ** اور **حَسْرَةٌ** کے معنی ہیں افسوس کرنا حسرت اپنے کسی کیے ہوئے فعل پر افسوس اور ندامت کے اظہار کا نام ہے۔ اس دن یہ لوگ حسرت کریں گے اور یہ حَسِرَ کا لفظ پھر یہ تھکنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اچھا اب آپ دیکھیں کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان بالکل تھک جاتا ہے تو جب تھکتا ہے پھر اس کا حال کیا ہوتا ہے کہ اس وقت وہ کچھ کرنا بھی چاہتا ہے لیکن تھکن سے بالکل چور ہوجاتا ہے تو جیسے شرمندہ ہوتا ہے اور افسردہ ہوتا ہے اور پھر یہ بھی سوچتا ہے کہ میں نے اپنے کام کا یا اپنے وقت کا استعمال ایسے کیوں نہ کیا تو **حَسْرَةٌ** کہتے ہیں تھکاوٹ اور عاجزی میں **العَیَّ** سے بھی اگلا درجہ **العَیَّ** (تھکاوٹ کی وجہ سے کام سے عاجز آ جانا،تھکاوٹ کی وجہ سے سخت لاچار ہو جانا عاجز ہو جانا) تو یہ اس کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے **وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ** یہ پچھتاوا ہے کفر کرنے والوں پر

آیت نمبر 51- وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ

ترجمہ۔ اور یہ بالکل یقینی حق ہے

وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ اور یہ بالکل یقینی حق ہے تو کیا ہے یقینی حق؟ قیامت۔ **الْحَاقَّةُ (1) مَا الْحَاقَّةُ (2) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ (3)** کہ یہ یقینی حق ہے

آیت نمبر 52۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ

ترجمہ۔ پس اے نبیﷺ ، اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ پس پاکی بیان کر اپنے رب عظیم کی اور پاکی بیان کرنا اس کے ایک معنی تو بڑے معروف ہیں اور آپ سب کو آتے ہی ہیں کہ اللہ کی تسبیح بیان کرنا اور اللہ تمام عیوب سے پاک ہے اس کو بیان کرنا۔ دوسرے اس کے معنی وہ جو تسبیح کی جاتی ہے (مختلف تسبیحات جو کی جاتی ہیں) تیسرے اس کے معنی نماز پڑھنے کی بھی ہیں اور ابوداؤد میں **حضرت عقبہ بن عامر جُہنِی** کی روایت ہے کہ جب یہ آیت **فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ** نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو (تو رکوع میں پھر ہم کیا پڑھتے ہیں **سبحان ربی العظیم**) تو جس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ جھک کر اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے تو ہم بھی رکوع میں جھکتے ہیں اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں کہ اے اللہ تو عیوب سے پاک ہے تو منزہ ہے، تیرے فیصلے بڑے ہی محکم ہیں، حکیمانہ ہیں ،مضبوط ہیں ،اٹل ہیں تو ان کو پورا کرنے پر قادر ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ جب اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے تو پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کو بھی اللہ کی تسبیح بیان کرنی چاہئے تو آخری بات یہی ہے کہ اگر اہل مکہ بھی اللہ کی تسبیح بیان نہ کریں تو اے محمد ﷺ **فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ** کہ آپ قدرت اور عظمت والے رب کی تسبیح بیان کریں ایک وقت پھر ایسا آئے گا کہ ان سرکشوں کو سزا دی جائے گی اور وہ سزا کب دی جائے گی جب **الْحَاقَّةُ (1) مَا الْحَاقَّةُ (2) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ (3)** وہ واقعہ پیش آ جائے گا تو یہ ہے سورۃ جو ہماری غفلت کی زندگی پر پانی کے چھینٹے ڈالتی ہے یہ ہے وہ سورۃ جو بتاتی ہے کہ قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ کرسی نہ اولاد نہ اقتدار اور نہ ہی دنیا میں جو بھی ہمارے پاس ہے۔ دنیا میں آپ دیکھیں کسی کا کوئی پیارا جیل میں چلا جائے تو مائیں زیور بیچ دیتی ہیں زمین بیچ دیتے ہیں گھر بیچ دیتے ہیں سارا کچھ بیچ دیتے ہیں پھر رشتے دار دوست احباب وہ بھی ساتھ لگ جاتے ہیں کہ کسی طرح اس کو جیل سے نکالا جائے لیکن جہنم کی جیل اور جہنم کی زنجیریں اس کی آگ، اس کا عذاب اتنا شدید ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اور کوئی دوسرے کو بچا نہیں سکتا سوائے حسن عمل کے اللہ پر ایمان اور مسکین کو کھانا کھلانا اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دلانا اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے

ؔ حق نے کی ہیں دہری دہری خدمتیں تیرے سپرد

خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے!!!!

خود سراپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام

تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ